مُحبت درد دیتی ہے

نفیسہ سعید

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

افسانہ

نفیسہ سعید

محبت درد دیتی ہے

استغفر اللہ اتنے کالے رنگ پر سفید دانت کتنے عجیب و غریب لگ رہے ہیں۔ فلزا کے متوجہ کرتے ہی شیزا نے سامنے کھڑے شخص پر نظر ڈالی۔ اب اتنا بھی کالا نہیں ہے جتنا آپ نے اسے بنانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ بس سانولا رنگ ہے جو یہاں کے موسم......

مما......مما فلزا کی تیز چیختی ہوئی آواز ان کے کانون سے ٹکرائی الٰہی خیر اسے کیا ہوا ہے۔ وہ تیزی سے اس کے کمرے کی جانب

بڑھیں، دروازہ کھولتے ہی سامنے نظر آنے والے منظر نے انہیں ہر بات بنا پوچھے ہی سمجھا دی۔ فلزا کے سامنے کھڑی حلیمہ ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

آپ کو کتنی بار منع کیا ہے مجھے اس کے ہاتھ کھانے یا پینے کے لیے کچھ نہ بھیجا کریں۔ گھن آتی ہے مجھے اس کے کالے ہاتھوں سے۔''

ماں پر نظر پڑتے ہی فلزا نے حلیمہ پر ایک حقارت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

''تم جاؤ حلیمہ یہاں سے اور شہناز سے کہو کے چھوٹی بی بی کو پانی دے جائے۔''

حلیمہ ان کی بات سنتے ہی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو سعدیہ سے چھپے نہ رہ سکے۔

''بہت بری بات ہے فلزا، کسی انسان کی اس طرح بے عزتی کرنا، یہ گورے، کالے خوبصورت بد صورت ہر طرح کے لوگ اُسی پروردگار کی تخلیق ہیں۔ جس نے تمہیں اور ہم سب کو پیدا کیا، اگر تم خوبصورت ہو تو اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں اور نہ ہی حلیمہ کی بدصورتی اس کی اپنی منتخب کردہ ہے۔ یہ سب بنانے والے کا حسن ہے۔ جس پر انگلی اٹھانا ہم میں سے کسی کو زیب نہیں دیتا۔'' انہیں فلزا کا اس طرح چلانا سخت ناگوار گزرا تھا۔ جس کا اندازہ ان کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ جو بھی ہے مما آپ یہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ کالے رنگ کے لوگ دیکھتے ہی میرے دل کو کچھ ہونے لگتا ہے۔ اس لیے پلیز مجھے آپ حلیمہ سے کہیں وہ میرا کوئی کام نہ کیا کرے۔''

اس سے قبل کہ سعدیہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتی، شہناز پانی کا دوسرا گلاس لے آئی جسے دیکھتے ہی وہ خاموش ہو گئی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ شہناز کے سامنے حلیمہ کی ذات کو ڈسکس کیا جائے۔

☆......☆......☆

واؤ اتنا خوبصورت کلر، میں تو یہ ڈریس ہی لوں گی۔

''یہ ڈریس شیزا کا ہے۔'' سعدیہ نے اس کے سامنے رکھا سوٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ویسے بھی تو تمہیں بلو کلر پسند نہیں ہے تمہارے لیے تو میں تمہاری پسند کا ریڈ اور گرین کلر لے کر آئی ہوں۔''

فلزا کے چہرے کے بگڑتے زاویہ دیکھ کر انہوں نے وضاحت دی۔

''کوئی بات نہیں آپ ان میں سے ایک شیزا کو دے دیں میں تو یہ ہی لوں گی۔''

اس نے ماں کی باتوں کو قطعی نظر انداز کرتے ہوئے ان کے سامنے رکھا سوٹ ایک بار پھر سے اٹھالیا۔

ویسے بھی رائل بلو کلر گورے لوگوں پر زیادہ اچھا لگتا ہے۔ سوٹ کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے وہ اترائی۔

کیوں شیزا ٹھیک کہہ رہی ہوں نا اور یہ دیکھو یہ کلر مجھ پر کتنا اٹھ رہا ہے۔ اب کی بار اس نے سامنے بیٹھی شیزا کو اپنا ہم نوا بنانا چاہا۔

''آپ کو جو پسند آئے آپ لے لیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے مجھے تو ویسے بھی سارے رنگ اچھے لگتے ہیں۔''

جانتی تھی کہ فلزا نے یہ سوٹ اُس کی ضد میں اٹھایا ہے مگر اُسے الجھنے کی عادت نہ تھی۔ اس لیے نظر انداز کر گئی۔

''اوہ تھینک یو سویٹ ہارٹ اینڈ آئی لو یو۔''

اپنا مطلب پورا ہوتے ہی وہ سامان اٹھائے

کمرے سے باہر نکل گئی۔ تمہیں اس طرح اپنی پسندیدہ چیزیں فلزا کو نہیں دینی چاہییں۔ اس سب سے اس کی عادتیں خراب ہوتی ہیں۔'' سعدیہ نے فلزا کے باہر نکلتے ہی شیزا کو مخاطب کیا۔

''اب اور کیا خراب ہوں گی۔ ان کی عادتیں تو بچپن سے ہی خراب ہیں۔ تب تو آپ یا پاپا دونوں میں سے کوئی بھی منع نہیں کرتا تھا۔ الٹا ہر غلط بات میں اس کا ساتھ دیتے تھے۔'' شیزا کا گلہ بجا تھا، سعدیہ یک دم شرمندہ سی ہوگئی۔

''دراصل سارا قصور تمہاری دادی کا ہے۔ یہ شروع سے ان کی لاڈلی رہی، اس لیے میں یا ظہیر کچھ بھی نہ کہہ سکے۔ اگر کچھ کہہ دیں تو جانتی ہو نا تمہاری دادی کس قدر واویلا کرتی ہیں۔'' اپنی غلطی اور کوتاہی کا ذمہ دار دوسروں کو مت ٹھہرائیں، مان جائیں کہ فلزا کی خوبصورتی نے آپ کے دلوں کو اس کی جی حضوری پر لگا رکھا تھا۔

شیزا شروع ہی سے ایسی ہی تھی۔ صاف اور کھری بات کرنے والی۔

''جب تک لوگ اس کے حسن کو دیکھ کر ستائشی کلمات کہتے رہے آپ کا سر فخر سے تنا رہا اور اب جب لوگوں نے اس کی خوبصورتی کو ایک طرف رکھ کر اس میں خوب سیرتی تلاشنا چاہی تو آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اب اس احساس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔''

اپنی کتابیں سمیٹ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے پیچھے کمرے میں رہ جانے والی سعدیہ، شیزا کی باتوں پر دل ہی دل میں قائل ہوتے ہوئے شرمندہ ہوتی رہی۔

☆......☆......☆

استغفراللہ اتنے کالے رنگ پر سفید دانت کتنے عجیب وغریب لگ رہے ہیں۔ فلزا کے متوجہ کرتے ہی شیزا نے سامنے کھڑے شخص پر نظر ڈالی۔ اب اتنا بھی کالا نہیں ہے جتنا آپ نے اسے بنانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ بس سانولا رنگ ہے جو یہاں کے موسم کے لحاظ سے ہر محنت کش کا ہو جاتا ہے۔ اگر آپ بھی مسلسل سارا دن دھوپ میں کھڑی رہیں تو دو ہی دنوں میں آپ کو بھی اپنی رنگت میں واضح فرق نظر آنے لگے گا۔

شیزا نے اپنے سے تین سال بڑی بہن کو سمجھایا۔

''اللہ نہ کرے جو میں ایسے دھوپ میں کھڑی رہوں۔ پتا نہیں تم ہمیشہ ایسی فضول باتیں کیوں کرتی ہو۔''

شیزا کی بات سمجھے بنا فلزا نے اسے لتاڑ دیا جوابا وہ خاموش رہی کیونکہ وہ اتنی گرمی میں فلزا سے الجھ کر موسم کی حدت بڑھانا نہ چاہتی تھی۔

''تمہیں کچھ اور لینا ہے یا واپس چلیں۔''

شیزا کو خاموش دیکھ کر اُس نے ایک بار پھر مخاطب کیا۔ نہیں میری شاپنگ مکمل ہوگئی ہے۔ آپ خان چاچا کو فون کریں گاڑی سامنے لے آئیں۔

اس کے ساتھ کھڑی شیزا نے دھوپ سے سرخ ہوتی اپنی بہن کے چہرے پر ایک نظر ڈالتے ہوئے جواب میں کہا۔

☆......☆......☆

اُف بی بی جی لال سوٹ میں کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں۔ سیڑھیاں اترتی فلزا پر نگاہ پڑتے ہی بے اختیار حلیمہ نے سوچا۔

تم یہاں کیوں کھڑی ہو۔ ہٹ جاؤ میرے سامنے سے۔ میری بچی کا اچھا بھلا موڈ خراب ہو جاتا ہے۔''

دادی نے منہ اٹھائے کھڑی حلیمہ کو لتاڑا جسے

سنتے ہی وہ فوراً استری اسٹینڈ کی جانب بڑھ گئی تا کہ یونیفارم استری کر سکے۔ کیونکہ اُس نے صبح کالج جانا تھا اور حلیمہ اس کے کپڑے رات ہی استری کر کے ہینگ کر دیا کرتی تھی۔

''خیریت تو ہے دادی آج مما کچن میں مصروف ہیں کوئی خاص مہمان آ رہا ہے کیا۔''

دادی کے گلے میں باز وڈالتے ہوئے فلزا نے پیار سے پوچھا۔

''تمہیں اپنے پرانے پڑوسی شبیر صاحب یاد ہیں نا۔''

''ہاں انہیں میں کیسے بھول سکتی ہوں سارا بچپن ہمارا ان کے گھر گزرا۔ آنٹی نرگس تو مجھ سے بے حد محبت کرتی تھیں۔''

''ان کا دوسرے نمبر والا بیٹا عبد الہادی یاد ہے۔'' دادی نے مزید یاد دلایا۔

''جی وہ کالا سوکھا سا عبدالہادی۔'' فلزا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ دادی اُس کی بات سنتے ہی ہنس دیں۔

''بری بات ہے فلزا تمہیں کتنی بار منع کیا ہے کسی کا اس طرح مذاق نہیں اڑاتے۔''

کچن سے باہر نکلتی سعدیہ نے اس کا آخری جملہ سنتے ہی ٹوکا۔ بہت قابل بچہ ہے وہ سول سروس کا امتحان پاس کر کے اعلیٰ سرکاری افسر لگا ہے، اپنی ٹریننگ کے سلسلے میں اسلام آباد آیا تھا تو میں نے سوچا کیوں نہ ایک دن اپنے گھر بلا لیا جائے۔ ویسے بھی جس گھر میں جوان بیٹیاں موجود ہوں وہاں ایسے قابل لڑکوں پر نظر رکھنا پڑتی ہے۔''

ان کے اور نرگس کے درمیان کئی سال قبل ڈھکے چھپے لفظوں میں جو بات ہوئی تھی۔ وہ چاہتی تھیں کہ اُسے کسی بہانے فلزا کے سامنے بھی لے آئیں۔

''آپ کو پورے گھر میں ایک ہادی ہی قابل نظر آیا جو اپنے تینوں بھائیوں میں سب سے زیادہ بدشکل تھا۔ فلزا اُن کی بات سمجھتے ہی چڑ گئی۔

''ہاں۔'' اطمینان سے جواب دیتی وہ سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

''تینوں بچوں میں سب سے زیادہ قابل ہادی ہی ہے اور ویسے بھی جہاں لڑکی کی خوبصورتی دیکھی جاتی ہے وہاں لڑکے کی قابلیت کو اہمیت دی جاتی ہے، ہادی سے بڑا عبدالباری آسٹریلیا میں ہوتا ہے جہاں اس نے کسی انگریز لڑکی سے شادی کر رکھی ہے۔ جبکہ چھوٹا والا عبدالرحمان تم سے چھوٹا ہے۔'' انہوں نے کھل کر ہر بات فلزا پر واضح کرنا چاہی۔

''اتنا پسند ہے آپ کو ہادی تو شیزا کے لیے ہاں کر دیں اور پلیز میرے بارے میں کوئی بھی فیصلہ مجھ سے پوچھے بنا مت کیجیے گا۔ ایسا نہ ہو میرا انکار بعد میں آپ سب کو سب کے سامنے شرمندہ کر دے۔ اس نے اپنی ماں کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

ارے چھوڑو یہ تم ماں بیٹیاں کس بحث میں الجھ گئیں۔

دادی نے ماحول کی گرمی دور کرنے کی کوشش کی۔

''بچہ آئے گا تو دیکھ لو پسند آ جائے گا تو ٹھیک ورنہ زبردستی کیسی، کوئی ایک آدھ دن کی تو بات نہیں عمر بھر کا ساتھ ہے۔ جو بنا پسندیدگی کے نہیں گزرتا اور اس سلسلے میں جوان اولاد پر زبردستی کی اجازت نہیں ہے، لہٰذا بہتر ہوگا کہ تم اسے اپنا فیصلہ خود کرنے دو۔ یہ نہیں تو اور سہی ایسی خوبصورت بچی کے لیے بھلا رشتوں کی کیا کمی۔

سعدیہ کو باتیں سنانے کے ساتھ ساتھ انہوں نے فلزا کے حسن کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے

اس کی بھی حوصلہ افزائی کی جواباً فلزا نے بڑی محبت کے ساتھ دادی کا منہ چوم لیا۔

''بے شک شادی کے معاملے میں اولاد پر زبردستی نہیں کی جا سکتی مگر انہیں سمجھانا تو ہمارا فرض ہے نا اور ویسے بھی جس عمر میں ہے نا بڑی اماں اس عمر میں فیصلے دل سے کیے جاتے ہیں اور دل کے فیصلے ہمیشہ دھوکہ دیتے ہیں اور جب تک دماغ سے سوچنے کی عقل آتی ہے، وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے پھر بیٹھے رہو پچھتانے کے لیے۔

سعدیہ کو بڑی اماں کا اس طرح فلزا کا ساتھ دینا ذرا نہ بھایا۔ آجائیں دادی میں اور آپ پھوپھو کی طرف چلتے ہیں۔ جب تک واپس آئیں گے مما کا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔

ماں کے کچن میں جاتے ہی وہ آہستہ سے دادی سے مخاطب ہوئی۔

''اور وہ جو عبدالہادی آرہا ہے تمہاری اماں کا خاص مہمان اس سے کون ملے گا۔'' دادی بیک وقت ہاں اور ناں کی کیفیت میں مبتلا رہیں۔

شیزا مما اور پاپا یہ تینوں لوگ کافی ہیں اُسے پروٹوکول دینے کے لیے۔ آپ بتائیں میرے ساتھ آرہی ہیں یا میں جاؤں۔''

دل ہی دل میں فیصلہ کرتے ہوئے وہ فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آئے ہائے بچی ایسی بھی کیا بے صبری ہے جو مجھے چھوڑ کر بھاگنے کی فکر میں ہو۔ تھوڑا دم تو لو میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہوئے انہوں نے فلزا کو گھورا، فلزا نے قریبی موجود اسٹک اٹھا کر ان کے ہاتھ میں دے دی اور آہستہ آہستہ چلتی انہیں باہر لے گئی۔

''مما میں اور دادی پھوپھو کی طرف جا رہے ہیں۔ ایک گھنٹہ تک آجائیں گے۔'' باہر نکلتے نکلتے اُس نے ماں کو اطلاع دی۔ جانتی تھی کہ وہ غصے میں ہونے کے باعث جواب نہ دیں گی اور ان کے اس غصے کا فائدہ فلزا نے اٹھایا جو دادی کے ساتھ آہستہ آہستہ واک کرتی ہوئی، دوسری گلی کے کونے پر موجود پھوپھو کے گھر آگئی۔ پھر رات کا کھانا کھانے کے بعد کافی دیر بعد وہ اور دادی گھر واپسی کو نکلے اس وقت جب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ ہادی اب تک واپس جا چکا ہوگا۔

☆......☆......☆

خدا کی قدرت دیکھو ایک ہی گھر میں رہنے والی دو سگی بہنیں اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق۔

پیاز چھیلتی شہناز نے ایک نظر باہر صوفہ پر بیٹھی شیزا پر ڈالتے ہوئے حلیمہ کو مخاطب کیا۔

صحیح کہہ رہی ہو کہ ایک اتنی خوبصورت کہ سمجھو ہاتھ لگائے تو میلی ہو جائے اور دوسری عام سی شکل و صورت والی لڑکی جیسی ساری لڑکیاں ہوتی ہیں۔

حلیمہ کا تجزیہ اپنی عقل سے بڑھ کر تھا۔

بے وقوف میں بات شکل کی نہیں کر رہی، میں تو دونوں کے اخلاق کا فرق واضح کر رہی ہوں۔ ایک طرف آگ کے گولے جیسی فلزا بی بی اور دوسری طرف نرم اور ٹھنڈی ہوا کی مانند اپنی شیزا بی بی۔

شہناز ڈرامہ دیکھنے کی بے حد شوقین تھی۔ اس لیے اُس کی گفتگو میں بھی حلیمہ کو کسی ڈرامے کا ڈائیلاگ محسوس ہوتی، لیکن کس ڈرامے کا یہ اُسے سوچنے پر بھی یاد نہ آیا۔

شہناز گلاس دھو کر مجھے پانی پلاؤ۔

اس سے قبل کہ حلیمہ کوئی جواب دیتی کچن کے دروازے پر فلزا آن کھڑی ہوئی۔ جو غالباً ابھی ابھی یونیورسٹی سے واپس آئی تھی۔ اس کی آواز سنتے ہی حلیمہ گھبرا کر فوراً سائیڈ پر ہو گئی۔ مبادا کہیں اُسے حلیمہ کا اس طرح فریج کے پاس کھڑے ہونا برا نہ

لگ جائے۔
''اور تم وہاں کھڑی کیا کر رہی ہو باہر نکل کر میرے جوتے صاف کرو۔ جانے یونیورسٹی میں کہاں سے ان میں کیچڑ لگ گئی ہے۔''
حلیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس کے لہجہ میں فخر و مغرور کے ساتھ ساتھ حقارت کا عنصر بھی نمایاں ہو گیا۔
''جی اچھا۔'' وہ تیزی سے اُس کے قریب سے گزرتی کچن سے باہر نکل گئی۔
''کسی سے کام کروانے کے لیے ضروری نہیں کہ اُسے احساس دلایا جائے کہ ہم تمہیں اس کام کی اجرت دیتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں کہ تم ہمارے ملازم ہو۔ آپ وہ ہی کام نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے بھی حلیمہ کے لیے کہہ سکتی تھیں۔ اس کے دو فائدے ہوتے ایک تو حلیمہ کا دل خوش ہو جاتا اور وہ زیادہ محنت اور محبت سے آپ کے جوتے صاف کرتی دوسرا آپ کا نرم اور غرور سے عاری لہجہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند آتا جس کا اجر آپ کو ضرور ملتا۔''
اُس کے واپس پلٹتے ہی شیزا نے نرم لہجہ میں اُسے سمجھانا چاہا۔ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر بڑی نظر کرم ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگا لو کہ اُس نے مجھے کس قدر حسین بنایا ہے بالکل مکمل اور ہر عیب سے پاک لاؤنج میں لگے قد آدم شیشہ کے سامنے کھڑے ہو کر فلزا نے اپنا اچھی طرح جائزہ لیتے ہوئے شیزا کو جواب دیا۔
''ہر عیب سے پاک ذات صرف اللہ کی ہے۔''
شیزا کو اس کا یہ آخری جملہ بہت برا لگا یہ بھی سبب تھا جو وہ ٹوکے بنا رہ نہ سکی۔
شکل وصورت کی خوبی اچھے اخلاق کے ساتھ ہی بھاتی ہے ورنہ برا اخلاق سب کچھ تہس نہس کر دیتا ہے۔

چینل سرچ کرتے ہوئے اس نے آہستہ آواز میں کہا۔
''پتا نہیں کیوں شیزا کبھی کبھی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے، جیسے دوسرے لوگوں کی طرح تم بھی میری خوبصورتی سے جلنے لگی ہو۔''
اپنے سلکی کندھے تک آتے بالوں کو جھٹک سے پیچھے کرتی ہو شیزا کے بالکل سامنے آن کھڑی ہو۔
''غلط فہمی ہے آپ کی کیونکہ اپنی نظر میں، میں خود دنیا کی حسین ترین لڑکی ہوں، اس لیے مجھے کسی اور سے جلنے کی ضرورت نہیں ہے۔''
فلزا کی بات نے شیزا کو تھوڑا سا دکھی ضرور کیا مگر جلد ہی اس کی عادت سمجھ کر وہ اپنا دکھ اندر ہی پی گئی۔
میری مانو تو کوئی اچھی سی کریم استعمال کرو کیونکہ جب سے تم کالج جانے لگی ہو۔ تمہار گندمی رنگ جل کر سانولا ہو گیا ہے۔ اب ایسا نہ ہو کہ مزید جل کر تم کالی ہو جاؤ پھر یقین جانو مما پاپا کے لیے بہت مشکل ہو جائے گی کوئی تمہارا رشتہ نہ لے گا۔''
فلزا دھیمی آواز میں ہنستے ہوئے بولی۔ وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔ شیزا اچھی طرح سمجھ گئی۔
''جو میرے نصیب میں ہے وہ مجھے ضرور ملے گا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔'' اسے جواب دے کر وہ اندر کمرے میں آ گئی۔

☆......☆......☆

وہ یونیورسٹی سے گھر لوٹی تو لاؤنج سے آتی ہوئی آوازیں سن کر باہر ہی رک گئی۔ کوئی مہمان آیا ہے کیا؟ اس نے قریب سے فرش دھوتی حلیمہ کو مخاطب کیا۔
''جی ہادی بھائی آئے ہیں۔''
''ہادی بھائی......'' حلیمہ کے جواب نے اُسے

تھوڑا سا حیران کر دیا۔ وہ تو اس رات کی دعوت کے بعد سے ہادی کو بالکل بھول چکی تھی، مگر آج حلیمہ کے انداز ے اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے ہادی اس کی غیر موجودگی میں اکثر ہی یہاں آتا رہتا ہے۔ اس نے حلیمہ کو جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔ بیگ سے اپنا شیشہ نکال کر خود کا اچھی طرح جائزہ لیا۔ بالوں میں برش پھیرا، لپ اسٹک کا رنگ تھوڑا گہرا کیا وہ چاہتی تھی کہ ہادی اس کی خوبصورتی دیکھتے ہی اپنی شکل وصورت کے کمتر ہونے کے احساس میں مبتلا ہو جائے۔ اسے اپنی دو سالہ یونیورسٹی لائف میں یہ اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا کہ کس طرح قابل سے قابل لڑکے اسے اپنے سامنے دیکھ کر بات کرنا بھول جاتے اور بے وقوفوں کی طرح آنکھیں کھولے بس اُسے ٹکر ٹکر دیکھا کرتے اور یہ ہی سب توقعات ہادی سے رکھتے ہوئے وہ لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ سامنے والے صوفہ پر شیزا بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے یقیناً ہادی تھا۔ جس کی پشت فلزا کی جانب تھی۔

''کون آیا ہے تمہاری ہنسی کی بڑی تیز آواز لاؤنج سے باہر آ رہی ہے۔'' بالکل انجان بنتی ہوئی وہ شیزا کے قریب جا پہنچی۔

''السلام وعلیکم۔'' شیزا کے جواب سے قبل ہی اُسے ہادی کے سلام کی آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام'' اپنے بالوں کو ادا سے جھٹکتے ہوئے اس نے اپنے مخاطب کو دیکھا۔ سانولی رنگت، بھرا بھرا جسم اور نظر کے چشمہ کے ساتھ ایک بالکل عام سا لڑکا جو اس تھوڑے قدرے تبدیل ہو چکا تھا۔ جو آج تک ہادی کے حوالے سے اس کے ذہن میں تھا مگر پھر بھی اس میں کوئی ایسی خاص بات نہ تھی جو فلزا کی سوچ کا محور ٹھہرتا۔

''یہ فلزا ہیں۔'' شیزا نے فوراً تعارف کروانے کی ذمہ داری نبھائی۔

''میں پہنچان گیا تھا۔'' اُسے سرسری سا جواب دے کر وہ اپنے سامنے رکھی کتاب میں گم ہو گیا جو غالباً شیزا کی تھی۔

''ارے تم کب آئیں تمہاری یونیورسٹی تو چار بجے آف ہوتی ہے۔ ابھی تو صرف ایک بجا ہے۔'' کچن سے باہر نکلتی سعدیہ نے اپنی جگہ کھڑی فلزا کو دیکھ کر پکارا۔ آج اکنامکس کی کلاس نہیں ہوئی۔''

ماں کو جواب دے کر وہ وہیں بیٹھ گئی۔ ہادی اپنے سامنے میتھ کی کتاب کھولے شیزا کو کچھ سمجھا رہا تھا، دس منٹ تک وہ وہیں بیٹھی رہی مگر ہادی نے جیسے اس کی موجودگی کو بالکل محسوس نہ کیا اس کا لاؤنج میں ہونا یا نہ ہونا ان دونوں کے نزدیک قطعی غیر اہم تھا۔ اس بات کا احساس ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''تم فریش ہو جاؤ میں کھانا لگا رہی ہوں۔

''اس نے دیکھا حلیمہ سامنے ٹیبل پر برتن لگا رہی تھی۔ حلیمہ کے کالے کالے ہاتھوں میں کھانے کی پلیٹیں دیکھتے ہی اُسے کراہت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آ رہا تھا۔ مما کو کتنا بھی منع کر دوں پھر بھی کھانے کے برتن ٹیبل پر اسی سے لگوا رہی ہیں۔

''مجھے فی الحال بھوک نہیں ہے لیکن جب کھانا ہوگا میں خود ہی کچن سے آ کر نکال لوں گی۔''

حلیمہ پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ جب کہ اُس کا انداز دیکھتے ہی سعدیہ کو اندازہ ہو گیا کہ اُسے کیا بات بری لگی ہے۔

☆......☆......☆

شیزا کو میتھ مشکل لگ رہا تھا۔ اس لیے جب کبھی اُسے ضرورت ہوتی ہادی سمجھانے آ جاتا، اس

دن کے بعد سے ایک آدھ دفعہ اس کا فلزا سے سامنا ضرور ہوا مگر فلزا نے اُسے قطعی نظر انداز کر دیا وہ ہادی پر ایک نظر ڈالنا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتی تھی۔ جبکہ دوسری طرف اُسے حیرت ہوتی کہ ہادی نے خود بھی اُسے کبھی مخاطب نہ کیا تھا۔

اُس دن وہ سو کر اٹھی تو باہر چھوٹے سے لان میں ہادی پاپا کے ساتھ موجود تھا۔ فلزا نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے دیکھا کہ بلیک چیک والی شرٹ کے کف فولڈ کیے سانولا سلونا سا ہادی پاپا سے جانے کن باتوں میں مصروف تھا، بے اختیار اس کی نگاہ ہادی کے ہاتھوں پر پڑی، حلیمہ کے ہاتھوں جتنے کالے ہاتھ فرق صرف یہ تھا کہ حلیمہ کے ہاتھ بالکل سوکھے سڑے سے تھے جبکہ ہادی کے مردانہ وزنی ہاتھ تھے۔

شکر ہے میں نے مما کو پہلے ہی دن صاف صاف منع کر دیا ورنہ یہ مصیبت میرے گلے پڑ جاتی۔ اور پھر حور کے پہلو میں لنگور والا محاورہ مجھ پر پورا اترتا۔'' دل ہی دل میں یہ سب سوچ کر وہ ہنس دی اور دروازہ کھول کر باہر لان میں نکل آئی۔ جہاں گرمی کے موسم میں چلنے والی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بہت اچھے لگ رہے تھے۔ وہ وہیں لاؤنج کے باہر پہلی سیڑھی پر ہی بیٹھ گئی۔ جب اچانک پاپا سے بات کرتے ہوئے ہادی ہنس دیا اس کی ہنسی کی آواز سنتے ہی بے اختیار فلزا نے اس کے چہرے پر ایک نظر ڈالی، سانولے چہرے پر سفید دانتوں کی لڑی، ایک عجیب بہار دکھا رہی تھی۔ وہ مبہوت سی ہوگئی کوئی ہنستے ہوئے اتنا خوبصورت بھی لگ سکتا ہے۔ یہ سوچ ہی اُسے حیران کر گئی اس دن زندگی میں پہلی بار اُسے احساس ہوا خوبصورتی کا تعلق رنگ سے نہیں ہوتا یہ تو شاید انسان کہ دل کے اندر کہیں کنڈلی مارے بیٹھی ہوتی ہے۔ اور وقت پڑنے پر جب باہر نکلتی ہے تو ہر منظر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

☆......☆......☆

جانے کیوں اُس دن کے بعد سے اس کا دل چاہتا کہ وہ جب گھر جائے تو ہادی موجود ہو مگر اس شام کے بعد اُسے ہادی دوبارہ دکھائی ہی نہ دیا۔ سچ ہے جب ہم کسی کو دیکھنا چاہیں اور وہ نظر نہ آئے تو بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ ایسی ہی بے چینی کا شکار آج کل فلزا تھی۔ وہ یونیورسٹی سے گھر واپس آنے کے بعد کافی دیر تک لاؤنج میں ہی بیٹھی رہتی اور پھر ہر گزرتا پل اُسے بے چین کیے رکھتا، ابھی بھی اس نے ریموٹ کی مدد سے کئی چینل بدلے اور پھر بالآخر تھک کر ٹی وی ہی بند کر دیا۔

''کیا بات ہے فلزا تم آج کل دوپہر میں سوتی نہیں ہو۔''

دو چار دن سے اُسے اسی طرح لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر سعدیہ بنا پوچھے نہ رہ سکی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ وقت فلزا کے سونے کا ہوتا ہے اور اپنی اس روٹین کی وہ کئی سالوں سے عادی تھی۔ جس میں پچھلے کچھ دنوں سے آنے والی تبدیلی حیرت انگیز تھی۔

مجھے محسوس ہو رہا ہے شاید میرا وزن بڑھ رہا ہے اس لیے دوپہر میں نہیں سوتی۔''

ماں کو مطمئن کرنے کے لیے اس سے بہتر بہانہ اسے کوئی اور نہ سوجھا تھا۔

''اچھا مجھے تو ایسا نہیں لگتا تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے۔''

سعدیہ نے اچھی طرح فلزا کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''مما یہ آج کل شیزا میتھ نہیں پڑھ رہی۔''

وہ اپنے مطلب کی بات پر آتے ہوئے بولی۔

''پڑھتی ہے کیوں؟''

سعدیہ کے اس سوال کا مقصد نہ سمجھ پائی۔ ''دراصل اس کے سر نظر نہیں آتے اس لیے پوچھ رہی ہوں۔''

حتی الامکان اس نے اپنا انداز سرسری رکھتے ہوئے کہا۔

''کون ہادی......؟'' سعدیہ نے فلزا کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

''جی......'' وہ آہستہ سے بولی۔

''اس کے پیپرز ہو رہے ہیں۔ اس لیے نہیں آ رہا لیکن یہ آج وہ تمہیں کیسے یاد آ گیا۔'' فلزا کے سوال نے سعدیہ کو تھوڑا سا حیران کر دیا۔

''اللہ نہ کرے وہ جو مجھے یاد آئے میں تو شیزا کی وجہ سے پوچھ رہی تھی کیونکہ اس کا میتھ بہت خراب ہے اور جلد ہی اس کے پیپرز ہونے والے ہیں۔''

ماں کی بات سنتے ہی وہ یکدم پرانی والی فلزا بن گئی لاپرواہی اور ہادی سے چڑتی ہوئی۔ جسے اس کا رنگ روپ ذرا پسند نہ تھا۔

ویسے تو اب اُس کی خاصی تیاری مکمل ہو چکی ہے اور یہ سب ہادی کی بدولت ممکن ہوا۔''

مما کی بات سنتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اُسے لگا اب شاید ہادی دوبارہ نہ آئے گا، قبل اس کے کہ وہ عالم مایوسی میں اندر اپنے کمرے کی جانب جاتی کہ یک دم باہر کا دواز کھول کر ہادی اندر داخل ہوا۔ اس کے سانولے سلونے چہرے پر نظر پڑتے ہی فلزا جی اٹھی، ہادی کے پیچھے ہی شیزا اٹھی شاید وہ ہادی کے ساتھ کہیں سے آئی تھی اور یہ بات اتنی دیر میں مما نے ایک بار بھی اسے نہ بتائی، شیزا اور ہادی کو ساتھ ساتھ دیکھ کر فلزا کی خوبصورت پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

''ارے یہ تمہیں کہاں مل گئی۔''

شیزا کو ہادی کے ساتھ دیکھ کر مما کی حیرت فطری تھی۔ مطلب ان دونوں کے ایک ساتھ آنے کی کوئی امید انہیں بھی نہ تھی۔

''گیٹ کے باہر سے۔'' ہادی جواب دیتے ہوئے ہنسا۔ وہ ہی قاتل ہنسی جس نے آج کئی دنوں سے فلزا کو اپنے سحر میں جکڑ رکھا تھا۔

''میں کالج وین سے اتری تو یہ صاحب اپنی گاڑی میں گھر کے سامنے دکھائی دیے۔''

شیزا کی ہادی پر ڈالی جانے والی نظر میں ایسا کیا تھا جو فلزا جی جان سے سلگ اٹھی۔ اُسے آج احساس ہوا جو انسان دل کو بھا جائے اس پر پڑنے والی کوئی ایک نظر بھی کتنا دل جلاتی ہے۔ خواہ وہ نظر کسی اپنے کی ہی کیوں نہ ہو۔

''ارے آج آپ سوئیں نہیں۔'' شیزا کی جیسے ہی نظر اس پر پڑی وہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔

''نہیں......'' اُسے رکھائی سے جواب دیتی وہ وہیں لاؤنج میں آ گئی۔ اور عین ہادی کے سامنے جا بیٹھی۔

''سچ ہے یہ محبت ہی نہ انسان کو رسوا کر دیتی ہے۔''

ہادی اُسے قطعی اگنور کیے مما سے مصروف گفتگو تھا۔

''حلیمہ ہادی کے لیے جوس لے آؤ۔''

مما کے پکارتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی، خاموشی سے کچن میں جا کر جوس گلاس میں نکالا، ٹرے میں رکھا اور لاؤنج میں آ کر ٹرے ہادی کے سامنے کر دی۔

''ارے آپ نے کیوں زحمت کی حلیمہ لے آتی۔''

جوس کی ٹرے فلزا کے ہاتھ میں دیکھ کر وہ تھوڑا سا پزل ہو گیا۔

''چونکہ میں خود بھی حلیمہ کے ہاتھ سے لے کر کچھ کھانا پسند نہیں کرتی اس لیے مجھے اچھا نہیں لگتا کہ گھر میں آئے ہوئے کسی مہمان کو وہ سرو کرے۔''

فلزا جوس کیوں لائی تھی؟ یہ بات سعدیہ پہلے کی جان چکی تھی۔ اب فلزا نے خود بھی اس کی وضاحت کردی۔

''کیوں۔'' ہادی کے لیے فلزا کی پیش کردہ وضاحت خاصی حیران کن تھی۔

''تم جاؤ فلزا تمہاری دادی دو دفعہ تمہارا پوچھ چکی ہیں۔ جا کر پوچھو ہوسکتا ہے انہیں تم سے کوئی کام ہو۔''

مما ڈر گئیں۔ کہیں وہ حلیمہ کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کہ دے جو وہ ہادی کو بری لگے۔

''او کے......'' مختصر سا جواب دے کر وہ دادی کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ سعدیہ نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مزید کوئی فضول بات نہ کی اور بنا بحث کے ہی وہاں سے ہٹ گئی۔

☆......☆......☆

اس نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے ہادی کو باہر جاتے ہوئے دیکھا، بنا سوچے سمجھے الماری میں لٹکا ہینڈ بیگ کندھے پر ڈالا اور تیزی سے چلتی باہر آ گئی، ہادی گیٹ سے باہر ہی نکلا تھا تب وہ اُس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔

''ایکیوزمی ہادی! اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو پلیز مجھے یونیورسٹی تک ڈراپ کر دیں۔ مجھے اپنا فیس پے آرڈر جمع کروانا ہے۔ آج لاسٹ ڈیٹ ہے اور میں صبح جمع کروانا بھول گئی۔ اس نے تیزی سے اپنا مدعا بیان کیا۔

''کوئی بات نہیں آجاؤ میں ڈراپ کر دوں گا۔''

ہادی نے فرنٹ ڈور اس کے لیے کھول دیا۔

''تھینک یو۔'' ایک ادا سے اس نے اندر بیٹھتے ہوئے ہادی کا شکریہ ادا کیا۔ اسی پل جب ہادی نے فرنٹ ڈور بند کر کے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اوپر ٹیرس پر کھڑی شیزا کی اچانک اس پر نظر پڑی۔

''یہ فلزا ہادی کے ساتھ کہاں جا رہی ہے۔''

اُسے ہادی کے ساتھ جاتا دیکھ کر شیزا کو حیرت ہوئی۔

کہاں تو ہادی سے اس قدر چڑتی تھیں کہ نام سننا گوارا نہیں اور کہاں اس کے ساتھ گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہیں حیرت ہے۔''

شیزا نے حیران ہوتے ہوئے سوچا اور گاڑی آہستہ آہستہ چلتی اس کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

☆......☆......☆

ایک بات پوچھوں دادی۔ وہ دادی کی گود میں سر رکھے کتنی دیر سے ہی بالکل خاموش لیٹی تھی اب جانے ایسی کیا بات یاد آئی جو فوراً اٹھ بیٹھی۔

''سو باتیں پوچھو میرے بچے تمہیں کچھ پوچھنا منع تھوڑی ہے۔''

دادی نے پورے لاڈ سے اُس کی بات کا جواب دیا۔

''آپ نے کبھی محبت کی ہے؟''

وہ ایک جذب کے عالم میں دادی کی جانب تکتے ہوئے بولی۔

''ہاں۔'' دادی کا جواب فلزا کے لیے حیران کن تھا۔ پہلی محبت اپنے اللہ سے کی جس نے ہمیں یہ سب کچھ عطا کیا، ہماری کوتاہیاں ، ہماری غلطیاں، ہمارے گناہ، سب پر پردہ ڈالا، وہ ذات ہمیں نوازے جاتی ہے، نوازے جاتی اور نوازے ہی جاتی ہے۔ بے شک ہم اُس کی نافرمانی کے مرتکب بھی ہوتے ہیں مگر پھر بھی وہ ہم پر ہمیشہ اپنی

نظر کرم رکھتا ہے۔ اور جو خود ہم سے اتنی محبت کرتا ہو پھر ہماری اصل محبت کا حق دار پہلے وہ ہے پھر کوئی اور۔''

''اوہ دادی! اللہ سے محبت تو ہر انسان کرتا ہے، میرا مطلب ہے اس کے علاوہ آپ کو کبھی کسی انسان سے محبت ہوئی۔

وہ کیا کہنا چاہتی تھی دادی کی سمجھ میں شاید اب آیا تھا۔ ہاں اللہ کا شکر ہے تمہارے دادا سے ہی محبت تھی۔

تو کیا آپ شادی سے پہلے ان سے ملتی تھیں۔'' وہ حیران ہوتے ہوئے بولی، اُسے اتنے سالوں میں آج پہلی بار علم ہوا دادا اور دادی کی لو میرج تھی۔

''نہیں...... ہمارے زمانے میں شادی سے پہلے نامحرم سے ملنے اور ان سے محبت کرنے کا کوئی رواج نہ تھا۔

فلزا کا کچھ دیر قبل لگایا گیا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

تمہارے دادا میرے سگے چاچا کے بیٹے تھے مگر اس زمانے میں پردہ بہت سخت تھا۔ اس طرح منہ پھاڑ، لڑکیاں لڑکوں کے سامنے نہ آیا کرتی تھیں۔ جیسے اس وقت فیشن ہے۔ میری محبت تو شادی کے بعد شروع ہوئی جو ان کا حق اور میرا فرض تھی۔

اچھا یہ تو پھر محبت سے زیادہ مجبوری ہوئی کہ جس کہ پلے باندھ دیا اس سے پیار کرو بے شک دل مانے یا نہ مانے۔

دادی کی باتیں سن کر اُس نے برا سا منہ بنایا۔

اچھا اور جو وہ شتر بے مہار لڑکیوں کے ساتھ گھومتے پھرو، محبت محبت کے گیت گاتے جاؤ اور پھر پتا چلے لڑکے نے کہیں اور بیاہ رچا لیا اور لڑکی کی کسی اور کے متھے لگ گئی تو بھلا بتاؤ اب وہ دونوں محبت کرنے والے اپنے سے وابستہ ہونے والے دوسرے لوگوں کو کیا دیں گے محبت ہی دیں گے نا۔''

بات کرتے کرتے دادی نے اُس سے تصدیق چاہی۔ شادی کے بعد ہر لڑکی کو اپنے میاں سے پیار ہو جاتا ہے اور ایسی ہی مثال لڑکوں کی ہے، اب تو بیٹا محبت کئی کئی بار ہو جاتی ہے کئی لوگوں کو تو گھر میں بیوی بچے رکھتے ہوئے بھی باہر راہ چلتی لڑکی سے پیار ہو جاتا ہے۔ پھر ایسی بے فیض محبت سے تو بھلی ہمارے زمانے کی محبت تھی نہ کبھی کسی کو دیکھا اور نہ دل ایک کہ بعد دوسرے کی الفت میں الجھا۔

دادی کا بیان کردہ نظریہ محبت فلزا کی محبت سے قطعی مختلف تھا مگر وہ ان سے بحث کے موڈ میں قطعی نہ تھی۔

''دادی سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ اس زمانے میں بھی کئی لوگ ایسے ہیں جو محبت کے نام پر دنیا تیاگ رہتے ہیں اور جن کے لیے محبت دنیا کا سب سے خوبصورت رشتہ ہوتی ہے ان کے لیے محبت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ محبت ہی ان کی زندگی اور محبت ہی ان کی موت ہوتی ہے۔

وہ عالم جذب میں آنکھیں بند کیے دھیرے دھیرے بول رہی تھی جبکہ اُس کے الفاظ دادی کو حیران و پریشان کر گئے انہیں محسوس ہوا ضرور کوئی گڑبڑ ہے ورنہ فلزا اور اتنی گہری باتیں قطعی نا ممکن۔ فلزا میری بچی خیر تو ہے آج تو کیسی باتیں کر رہی ہے۔

وہ بے اختیار فلزا کا کندھا ہلاتے ہوئے بولیں۔

خیر ہی تو نہیں ہے دادی، یہ جو محبت ہے نا اس نے میرے وجود کے اندر اپنے پنجے گاڑھ دیے ہیں مجھے ناکارہ کر دیا ہے۔ مجھ سے میرا اپنا آپ چھین کر

بالکل تنہا کر دیا ہے مجھے۔ میں اندھی ہو گئی ہوں، دادی مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔ وہ آہستہ سے سسکی، آنسو اُس کی آنکھ سے بہہ نکلا۔ ہزار بار کہا ہے اتنا پرفیوم لگا کر گھر سے باہر نہ نکلا کرو جوان جہان اور خوبصورت لڑکیوں پر جن عاشق ہو جاتے ہیں مگر میری بات کسی کی سمجھ میں آئے تب نا''

فلزا کے سر پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے وہ دم کرنے لگیں فلزا کی حالت نے دادی کو خوف کے ساتھ ساتھ وہم میں بھی مبتلا کر دیا۔

فلزا کا اندر کا درد، وہ سمجھ ہی نہ پائیں اور سسکتی فلزا کو کندھے سے لگائے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرنے لگیں یہ ان کا فلزا کو تسلی دینے کا اپنا ہی ایک انداز تھا۔

☆......☆......☆

فلزا کو محسوس ہوا وہ شیزا سے جلنے لگی ہے۔ ہادی شیزا سے اتنی محبت اور پیار سے بات کرتا کہ اُسے شیزا پر رشک آنے لگا۔ اس نے خود پر پہلے سے زیادہ توجہ دینا شروع کر دی۔ وہ خوب بنک سک سے تیار ہوتی جس نے اُس کی خوبصورتی کو چار چاند لگ جاتے وہ جان بوجھ کر ہادی کے سامنے جاتی اور منتظر رہتی ہادی کی کسی ایک ایسی نظر جس میں اس کے لیے ستائش ہو مگر جانے وہ کیسا شخص تھا جس پر فلزا کی موجودگی کا اثر کبھی بھی نظر نہ آیا اور وہ ہمیشہ فلزا کے وجود سے لاپرواہ ہی رہا۔ اُس دن وہ یونیورسٹی سے گھر لوٹی تو گیٹ کے عین سامنے ہادی کو کھڑے پا کر کھل اٹھی، گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور فوراً اس کے پاس جا پہنچی۔

''آپ کب آئے؟ اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ ہادی سے کیا بات کرے۔ ''آیا نہیں اب تو جا رہا ہوں۔'' جواب دیتے ہوئے وہ مسکرا دیا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ میری واپسی سے قبل ہی چلے جاتے ہیں۔'' ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے۔''

گاڑی کا لاک کھولتے کھولتے وہ رُک گیا۔

''دراصل شیزا کالج سے آتے ہی میتھ پڑھنے میں زیادہ انٹرسٹڈ ہوتی ہے اور مجھے بھی یہ وقت بہتر لگتا ہے کیونکہ شام کو میرے جم کا ٹائم ہوتا ہے اور پھر رات کو مجھے خود پڑھنا ہوتا ہے۔''

اس نے گاڑی کے پاس کھڑے کھڑے پوری تفصیل سے فلزا کو آگاہ کیا۔

''اچھا......'' اسے سمجھ نہ آیا کیا کہے کس طرح اس پر اپنی بے چینی واضح کرے اُسے بتائے کہ شیزا کے علاوہ بھی کوئی اس گھر میں ہے جو اس سے بات کرنا چاہتا ہے اسے دیکھنا چاہتا ہے۔

''چلو اب کسی چھٹی والے دن آؤں گا۔ پھر تم سے میٹنگ کریں گے۔''

فلزا کو لگا وہ اس کے دل کی بات جان گیا ہے۔ ضرور آنا میں انتظار کروں گی۔''

ہادی کے پاس سے آتی کلون کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتی وہ ایک جذب کے عالم میں بولی۔ اللہ حافظ۔

اگلے ہی پل ہادی گاڑی میں بیٹھ کر اُسے پھر سے اڑا لے گیا اور وہ کتنی دیر وہاں کھڑی اس راستے کو دیکھتی رہی جس سے ہادی کی گاڑی گزر کر اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

☆......☆......☆

جانے یہ محبت کیا ہوتی ہے
کس طرح ہمارے دلوں میں داخل ہوتی ہے
ہمیں، ہم سے ہی جدا کر دیتی ہے
اور جب یہ ہوتی ہے تو پھر کچھ اور نہیں ہوتا

شام میں وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تو لاؤنج میں تیار کھڑی مما کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ عام طور پر مما اکیلے کم ہی کہیں جاتی تھیں۔

آپ کہاں جارہی ہیں؟ وہ پوچھے بنارہ نہ سکی۔
بازار جارہی ہوں شیزا کے ساتھ تم نے تو رات ہی منع کردیا تھا۔''

اسے یاد آیا رات مما نے اُسے سے پوچھا بھی تھا مگر اس نے صاف انکار کردیا تھا۔
''ٹیکسی میں جائیں گی۔''

خان چاچا دو دن کی چھٹی پر تھے شیزا اور مما میں سے کوئی ڈرائیونگ نہیں جانتا تھا۔

ہاں جانا تو کیب میں ہی تھا مگر ابھی ہادی کا فون آیا تھا۔ اس سے بات ہوئی تو وہ بولا تیار ہو جائیں میں لے جاتا ہوں۔''

''اوہ تو یہ ہادی کے ساتھ بازار جارہی ہیں۔''

ماں کی بات سنتے ہی اس نے دل ہی دل میں کچھ سوچا۔ میں پندرہ منٹ میں تیار ہو کر آ رہی ہوں آپ میرا بھی ویٹ کرلیں۔ مجھے بھی کچھ کام یاد آ گیا ہے۔ شیزا کو کمرے سے باہر آتا دیکھ کر وہ جلدی سے بولی۔

''اچھا پھر تم ایسا کرو تم اور شیزا دونوں چلی جاؤ، اس کو ٹیلر کے پاس جانا ہے اور شاید ایک آدھی کوئی چیز اور لینی ہے میں تو صرف اِس کی تنہائی کے خیال سے جارہی تھی۔

فلزا کو آمادہ دیکھ کر وہ سعدیہ نے شکر کیا کہ وہ بازار کی خواری سے بچ گئی عام طور پر خان چاچا کے ساتھ وہ دونوں بہنیں ہی بازار جایا کرتی تھیں۔ اور پھر جب وہ پندرہ منٹ بعد تیار ہو کر باہر نکلی تو ہادی آ چکا تھا۔ اس نے جیسے ہی اپنی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا فلزا اس کے برابر جا بیٹھی، شیزا خاموشی سے پیچھے سیٹ پر بیٹھ گئی۔

پہلے کہاں جانا ہے؟ اس کی مخاطب یقیناً شیزا تھی جسے وہ بیک ویو مرر سے دیکھ رہا تھا۔ پہلے ثوبیہ چلیں مجھے ہیئر کٹ لینا ہے، آج بڑی مشکل سے ٹائم نکال کر آئی ہوں۔

شیزا کے بولنے سے قبل ہی فلزا بول اٹھی۔ پہلے تو ہم منال جارہے ہیں کیونکہ شیزا کو وہاں کی کافی بہت پسند ہے۔ پھر اس کے بعد 'مرکز' جہاں سے شیزا نے ٹیلر سے اپنے کپڑے لینے ہیں۔ شیزا کی خاموشی کو محسوس کرتے ہی خود ہی ہادی نے پروگرام ترتیب دے ڈالا۔

پھر تمہیں ثوبیہ چھوڑ کر ہم وہاں سے پنڈی جائیں گے وہاں سے شیزا نے کچھ کتابیں خریدنی ہیں ٹھیک بتا رہا ہوں نا تمہارے پروگرام سے کچھ مِس تو نہیں ہوگیا۔''

اس کا مخاطب اب بھی شیزا ہی تھی۔ فلزا کا حلق اندر تک کڑوا ہو گیا۔ ایسا کریں آپ پہلے فلزا کو ثوبیہ چھوڑ دیں۔''

شیزا شروع سے ہی صلح جو طبیعت کی مالک تھی۔ اس لیے اب بھی نہ چاہتی تھی کہ فلزا کو کوئی بات بری لگے۔

نہیں مجھے بھی منال کی کافی اچھی لگتی ہے۔ اس لیے میں تمہارے ساتھ جارہی ہوں، ثوبیہ پھر کسی دن چلی جاؤں گی۔''

شیزا کی پیشکش کو اس نے قطعی طور پر رد کردیا۔ اور پھر اس دن کی شاپنگ سے فلزا کو ایک فائدہ ضرور ہوا۔ ہادی کا رویہ اس سے قدرے تبدیل ہو گیا اور کچھ نہ سہی کم از کم دونوں کے درمیان ایک دوستی کی فضا ضرور پیدا ہوگئی۔

☆......☆......☆

نرگس کا فون آیا تھا وہ چاہ رہی ہے کہ......وہ جیسے ہی لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی، مما کا جملہ اس کے کانوں سے ٹکرایا، اس سے قبل کے پاپا ان کی بات کا کوئی جواب دیتے یک دم ان کی نگاہ فلزا پر پڑی جسے دیکھتے ہی ان کے چہرے پر

رونق آ گئی اور وہ خوشی سے بھرپور لہجہ میں بولے۔
''ارے میرا شیر پتر آ گیا یونیورسٹی سے۔''
''جی پاپا'' فلزا جواب دے کر ان کے برابر ہی جا بیٹھی۔
''ہاں تو بھئی کیا کہہ رہی تھیں نرگس بھابی۔'' فلزا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے مما کو مخاطب کیا۔
''وہ اسلام آباد آنا چاہ رہی تھیں۔ میں نے کہا کہ بقرعید یہاں آ کر کریں مارے ساتھ کیونکہ مبشر بھائی تو باری کے پاس لندن گئے ہوئے ہیں۔ پیچھے سے یہ تینوں ماں بیٹا بھی گھر میں۔
مما کی بات سنتے ہی فلزا کا دل بنا کسی وجہ سے دھڑک اٹھا۔
پھر کیا جواب دیا انہوں نے۔'' فلزا کے دل میں آئے الفاظ پاپا کی زبان سے ادا ہوئے۔
''پہلے تو مان نہیں تھی رہیں، پھر مان گئیں اور یہ طے پایا کہ پہلے دن اپنے گھر قربانی کر کے رات میں یہ وہاں سے روانہ ہوں گی اور پھر باقی عید ہمارے ساتھ منائیں گی۔'' مما نے پورا پروگرام بتایا۔
''چلو یہ تو تم نے اچھا کیا، پاپا ان کے پروگرام سے پوری طرح متفق تھے۔
''فلزا دیکھو تمہیں دادی بلا رہی تھیں۔'' سعدیہ کی بات سن کر وہ سمجھ گئی کہ ان کا مقصد محض مجھے یہاں سے ہٹانا ہے وہ خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی اُسے لگا ضرور کوئی ایسی بات ہے جو مما اس کے سامنے نہیں کرنا چاہتیں۔ اس کا مطلب ہوا نرگس آنٹی کسی خاص مقصد کے تحت اسلام آباد آ رہی ہیں اور وہ خاص مقصد کیا ہو سکتا تھا بنا کسی سے پوچھے وہ سمجھ گئی۔ اور اُس کا رواں رواں خوشی سے ناچ اٹھا اور اُسے یقین ہو گیا کہ کچھ دعائیں یوں بنا مانگے بھی پوری ہو سکتی ہیں۔ جیسے کچھ ہی دنوں بعد ہادی اس کا مقدر بننے جا رہا تھا کیونکہ بڑی ہونے کے ناطے یقیناً آنے والا پہلا رشتہ اس کا ہی ہونا چاہیے تھا اور یہ خیال ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کے اندر مستحکم ہوتا گیا اور ہادی بنا کسی وجہ کے اس کے حق ملکیت میں داخل ہو گیا۔
محبت انسان کو کس قدر بدل دیتی ہے۔ اس کا اندازہ ہر گزرتے دن کے ساتھ فلزا کو بھی ہونے لگا۔ اب اُسے کالے، سانولے، گندمی اور گورے سب رنگ ایک جیسے ہی لگنے لگے۔ حیرت تو یہ تھی کہ اس کا رویہ حلیمہ سے بھی کس قدر تبدیل ہو گیا بے شک حلیمہ اب بھی اس کا کوئی کام نہ کرتی تھی، مگر اب حلیمہ کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ چڑا نہ کرتی تھی۔ اس میں آنے والی یہ تبدیلی سعدیہ نے ضرور محسوس کی۔ مگر کچھ بولی نہیں۔ وہ اُسے شاید اپنی کسی دعا کا ثمر بھی جو وہ ماں ہونے کے ناطے ہمیشہ فلزا کے حق میں کیا کرتی تھی۔ دادی سمجھتی رہیں کہ فلزا پر کچھ اثر ہو گیا ہے۔ یا شاید کسی کی نظر لگ گئی ہے۔ اسی سبب وہ صبح و شام اس کے لیے پانی دم کیا کرتیں اور دن میں کئی بار اس کی نظر بھی اتارا کرتیں جو بھی تھا فلزا کی شوخ و چنچل طبیعت میں ایک ٹھہراؤ سا آ گیا تھا اور اب وہ انگلیوں پر دن گن رہی تھی کہ کب یہ ماہ ختم ہو گا اور نرگس آنٹی آئیں اور وہ باقاعدہ طور سے ہادی کے نام سے منسوب ہو جائے۔

☆......☆......☆

شیزا کتنی دیر سے فون پہ مصروف تھی، فلزا نے ایک دو بار ٹی وی کی آواز کم کر کے سننا بھی چاہا کہ دوسری طرف لائن پر کون ہے مگر شیزا کی آواز اس قدر دھیمی تھی کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہ پائی لیکن جو بھی تھا دوسری طرف ضرور کوئی ایسی خاص شخصیت تھی جس سے بات کر کے شیزا کے چہرے پر چھانے والی

خوشی اور محبت کی جھلک فلزا کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔ وہ تھوڑی سی بے چین ہوگئی، اب اُسے شدت سے انتظار تھا۔

شیزا کے فون بند کرنے کا، جیسے ہی اس نے فون بند کیا فلزا نے اس کے چہرے پر ایک نظر ڈالی جہاں بڑی خوبصورت مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

''کیا بات ہے کیوں خود بخود مسکرا رہی ہو۔''

اسے اس طرح مسکراتا دیکھ کر فلزا ٹوکے بنا نہ رہ سکی۔ ''ایسے ہی ہادی کی کوئی بات یاد آ گئی تھی۔''

شیزا کے غیر متوقع جواب نے فلزا کو تھوڑا سا تپا دیا۔

''یہ اس وقت تمہیں بیٹھے بٹھائے ہادی کیسے یاد آ گیا۔''

ابرو چڑھائے اپنے ناخن فائل کرتے ہوئے اس نے شیزا پر ایک نظر ڈالی۔

''بیٹھے بٹھائے یاد نہیں آئے ابھی ابھی انہوں نے فون پر مجھ سے ایک ایسی بات کی ہے جسے یاد کر کے ابھی بھی مجھے ہنسی آ رہی ہے۔''

ہادی نے ایسی کیا بات کہی جس نے شیزا کے چہرے پر مسکراہٹ کا عجیب سا نور بکھیر دیا اس بات سے فلزا کو کوئی دلچسپی نہ تھی اس کی دلچسپی کا محور صرف اتنا تھا کہ فون کے دوسری جانب ہادی تھا۔ اس سے بات کرتا شیزا کا اسٹائل، فلزا کو وہ سب سمجھا رہا تھا جو وہ سمجھنا نہ چاہتی تھی۔

''میں بلاوجہ وہم میں مبتلا ہو رہی ہوں۔''

اس نے شیزا کے سانولے سے عالم چہرے پر ایک نظر ڈالتے ہوئے سوچا میرے اور شیزا کے انتخاب اگر کوئی ایک ہو تو یقیناً کوئی بے وقوف شخص بھی مجھے ہی منتخب کرے گا۔ مجھ جیسی خوبصورت لڑکی کے سامنے شیزا جیسی عام شکل وصورت کی لڑکی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ میں بلاوجہ ہی اس کو لے کر حسد اور رشک کا شکار ہو جاتی ہوں کیا ہے اس لڑکی میں......

اس نے اپنے سامنے کھڑی، اپنی سگی بہن پر ایک نظر ڈالتے ہوئے نہایت ہی خود غرضانہ انداز میں سوچا اور مسکرا دی۔

''نہ میرے جیسا اسٹائل اور نہ میرے جیسا رنگ وروپ، قد بھی ہادی کے کندھے سے نیچا، اس میں کچھ بھی ایسا نہیں ہے جو کوئی اسے مجھ پر فوقیت دے۔''

سامنے لگے قد آدم آئینے میں اس نے اپنا اور شیزا کا موازنہ کیا خوبصورتی کسی سے خوف زدہ نہیں ہوتی بلکہ خوف زدہ کرتی ہے۔''

یہ خیال میں آتے ہی اس میں موجود فخر وغرور پہلے سے کئی گناہ زیادہ بڑھ گیا۔ فخر وغرور میں گھر کر اس نے شیزا سے یہ پوچھنے کی بھی زحمت نہ کی کہ وہ اتنی دیر سے ہادی سے کیا بات کر رہی تھی۔ اسے اب صرف نرگس آنٹی کا انتظار تھا جن کے آتے ہی ہادی کے جملہ حقوق اس کے نام منسوب ہو جاتے اور پھر وہ اسے ایسا اپنے قابو میں کرے گی کہ وہ شیزا کا نام بھی بھول جائے گا۔ یہ سوچ دماغ میں آتے ہی فلزا بظاہر مطمئن ہوگئی۔

☆......☆......☆

ہادی اپنے گھر گیا ہوا تھا، دو دن سے فلزا کی طبیعت خاصی بے چین تھی۔ اسے محسوس ہوا جیسے کچھ ہونے والا ہے اور پھر اس کے اند کا وہم اگلے دن اُس وقت سچ ثابت ہو گیا جب اُس نے سنا کہ نرگس آنٹی کا فون آیا ہے اور انہوں نے ہادی کے لیے شیزا کا رشتہ مانگا ہے۔ کتنی دیر تو اُسے یقین ہی نہ آیا کہ مما نے جو بتایا ہے وہ سچ ہے یا اس کا وہم، اس لیے تو اس نے دوبارہ تصدیق کرنا ضروری سمجھا۔

آپ کسی کے رشتہ کی بات کر رہی ہیں مما'' وہ تصدیق چاہ رہی تھی کہ جو اس نے سنا وہ صحیح ہے یا غلط۔

''شاید مجھے نام سننے میں غلط فہمی ہوئی ہے شیزا اور فلزا ہمارے ناموں میں کوئی بھی خاص فرق نہیں ہے۔''

''اپنا ہادی ہے نا اُس کی بات کر رہی ہوں'' مما کی خوشی قابل دید تھی۔

''میں سمجھ گئی مگر ہادی کا رشتہ کس کے لیے آیا ہے۔ بے چینی اس کے لہجہ سے عیاں تھی۔

شیزا کے لیے ابھی تو میں نے تمہیں بتایا کہ نرگس کا فون آیا تھا۔

''وہ چاہ رہی ہیں کہ عید پر ہادی اور شیزا کی منگنی کی رسم ادا کر دی جائے۔ مما اپنے ہی دھیان میں بولیں۔

''یہ کیسے ہوسکتا ہے۔'' وہ دھیمے لہجہ میں چلائی۔

''شیزا کا رشتہ ہادی کے ساتھ ناممکن بے یقینی اس کے لہجہ سے عیاں تھی۔

''کیا بات ہے فلزا کیا بولے جا رہی ہو۔''

مما نے اُسے کندھے سے تھام کر ہلایا۔ آپ کیسی ماں ہیں ہر جگہ شیزا کو مجھ پر فوقیت دے دیتی ہیں۔ سعدیہ کا ہاتھ اُس نے اپنے کندھے سے جھٹکتے ہوئے کہا۔ سعدیہ کو محسوس ہوا وہ رو رہی ہے۔ وہ ایک دم ساکت ہوگئیں۔

''فلزا کیا بات ہے؟ تم کیوں رو رہی ہو۔'' ماں تھیں فلزا کا رونا انہیں پریشان کر گیا۔

''آپ جانتی ہیں نا میں شیزا سے بڑی ہوں۔ اس ناطے ہادی پر پہلا حق میرا تھا۔'' روتے ہوئے اس نے جو الفاظ کہے وہ سعدیہ کو ہلا گئے۔

''تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا۔'' وہ بے اختیار اُسے جھنجھوڑ بیٹھیں۔

تم ہوش میں ہو فلزا، میں ہادی کی بات کر رہی ہوں۔ وہ ہادی جو کالا اور سوکھا سا تھا اور جسے تم نے شروع سے ہی ناپسند کرتی رہی ہو۔ پھر اب ایک دم کیسے یہ سب تمہارے دماغ میں کہاں سے۔'' فلزا کے اس طرح رونے نے ان کا دماغ سلگا دیا تھا۔

''ایک دم نہیں آیا مما یہ تو اس دن سے ہی آ گیا تھا جس دن آپ نے مجھے اپنی اور نرگس آنٹی کی گفتگو کے متعلق بتایا تھا۔''

اس نے وقت کی نزاکت سمجھتے ہوئے جھوٹ کا سہارا لیا کیونکہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔''

مگر بیٹا اس دن تو تم نے مجھے صاف انکار کر دیا تھا۔ جس کی گواہ تمہاری دادی بھی ہیں۔''

سعدیہ کو سمجھ نہ آیا کہ اس سارے معاملے میں ان سے کہاں غلطی ہوئی۔

''وہ میری جذباتیت تھی مما، مگر آپ تو سمجھدار تھیں۔ ماں ہونے کے ناطے آپ کو تو پتا چلنا چاہیے تھا کہ میرے دل میں کیا ہے مگر نہیں آپ نے ہمیشہ کی طرح شیزا کے دل کا خیال رکھا اور مجھے نظر انداز کر دیا۔

سعدیہ کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا جواب دے ان کے سامنے دونوں ان کی ہی بیٹیاں تھیں۔ اب ان کے لیے فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ وہ کس کا ساتھ دیں بہرحال جو بھی تھا فیصلہ شیزا کے حق میں ہو چکا تھا۔

انہیں صرف ایسا محسوس ہوا جیسے صرف اس کی ضد میں ہی فلزا ہادی کی طرف متوجہ ہوئی ہے ورنہ تو اُسے کالا یا سانولا رنگ ہمیشہ قابل نفرت لگا پھر یہ کایا کیسے پلٹ گئی ان کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔

''بہرحال مما میں ہادی کے بغیر نہیں جی سکتی، آپ پلیز نرگس آنٹی سے بات کریں۔ انہیں سمجھائیں کہ بڑی بیٹی کے ہوتے ہوئے چھوٹی کا رشتہ نہیں طے کیا جا سکتا امید ہے وہ آپ کی بات

سمجھ جائیں گی۔''
ایک بار پھر اپنی مرضی کا نتیجہ حاصل کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔
''بہت مشکل ہے بیٹا کیونکہ یہ فیصلہ ہادی کا ہے۔'' دھیمے لہجے میں دیے گئے ان کے جواب نے فلزا کو عرش سے اٹھا کر فرش پر پھینک دیا۔
''ایسا نہیں ہوسکتا مما ضرور آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' وہ بے یقین تھی۔
نہیں فلزا یہ غلط فہمی نہیں ہے بچی حقیقت ہے جو میں تمہیں بتا رہی ہوں۔ اس لیے بہتر ہوگا بیٹا تم اپنے دل سے ہادی کا خیال نکال دو اور اس حوالے سے جو کچھ بھی تمہارے اندر ہے اسے آج ہی ختم کر دو جو بات تمہارے اور میرے درمیان ہوئی اسے دوبارہ کسی کے سامنے کرنا کیونکہ اس میں نہ صرف تمہاری بلکہ ہم سب ہی بے عزتی ہے۔ ہادی اب تمہارا ہونے والا بہنوئی ہے۔ اس کی عزت اُسی حوالے سے کرو اس کے علاوہ کوئی اور خیال دل میں مت لاؤ۔ ورنہ شیزا کا دل برا ہوگا۔
وہ فلزا کو کسی غلط فہمی میں نہ رکھنا چاہتی تھی۔ اس لیے سب کچھ کھل کر صاف صاف سمجھا دیا۔
ایسا نہیں ہوسکتا مما یہ میرے ساتھ زیادتی ہوگی اگر آپ سب نے اس سلسلے میں اپنے فیصلے پر نظر ثانی نہ کی تو میں اپنی جان دے دوں گی لیکن ہادی کو کبھی اپنا بہنوئی نہیں تسلیم کروں گی، اس لیے بہتر ہوگا کہ وہ اگر میرا نہ ہو تو آپ شیزا کے لیے بھی نرگس آنٹی کو منع کر دیں۔''
حتمی انداز میں کہتی ہوئی وہ وہاں سے چلی گئی۔ مگر جاتے جاتے سعدیہ کو ایک ایسے عذاب میں مبتلا کر گئی جس سے نکلنے کا کوئی راستہ فی الحال انہیں دکھائی نہ دیا۔

☆......☆......☆

دیکھو بیٹا اپنی ضد چھوڑ دو۔ ہادی میں ایسا کیا ہے جس کے لیے تم اس قدر ہلکان ہو رہی ہو۔ اپنی شکل دیکھو دو دن میں سالوں کی بیمار لگنے لگی ہو۔''
دادی نے فلزا کے بال سنوارتے ہوئے اُسے ایک بار پھر سے سمجھانے کی کوشش کی حالانکہ جانتی تھیں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ شروع ہی سے اپنی ہر بات منوانے کی عادی تھی۔ میں نہیں جانتی کہ دادی اس میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ مجھے اس سے محبت ہے اور بس۔
''مگر بیٹا بات تو تب بنے گی جب وہ تجھ سے محبت کرے۔''
دادی نے اس کے ٹھنڈے ٹھار ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر سہلائے۔
''آپ نے تو کہا تھا دادی شادی کے بعد ہر لڑکی کو اپنے شوہر سے محبت ہو جاتی ہے اسی طرح شیزا کی کسی سے بھی شادی ہوگی وہ خود بخود اپنے شوہر سے محبت کرنے لگے گی۔'' اپنی بات کی تصدیق کے لیے اس نے دادی کے چہرے پر ایک نظر ڈالی۔ گہری سانس لی اور بات کو دوبارہ شروع کیا۔
''اسی طرح نکاح کے بعد ہر لڑکا خود سے منسوب لڑکی کو محبت دینے پر مجبور ہو جاتا ہے سو ہادی بھی ہو جائے گا بلکہ میں اس سے اتنی محبت کروں کہ وہ شیزا کو بھول جائے گا، اس نے دادی کے الفاظوں کا سہارا لے کر انہیں قائل کرنا چاہا۔
''یہ سب اتنا آسان نہیں ہے بیٹا، جتنا تم نے سمجھ لیا ہے۔'' تو پھر آپ لوگ نرگس آنٹی کو منع کر دیں تا کہ کسی بھی حوالے سے ہادی اس گھر میں داخل نہ ہو۔ اس طرح کم از کم ہم دونوں بہنوں کے آپس کے تعلقات خراب نہ ہوں گے۔
یہ ہی مشورہ اُس نے سعدیہ کو بھی دیا تھا۔

ٹھیک ہے میں تمہاری ماں کو سمجھانے کی کوشش کروں گی۔ دادی کی اتنی تسی ہی اس کے لیے کافی تھی۔

☆......☆......☆

افوہ اماں آ کر آپ سمجھتی کیوں نہیں ہے شیزا اور ہادی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں، پھر میں کس طرح فلزا کی بے کار کی ضد کے آگے ان دونوں کی محبت داؤ پر لگا سکتی ہوں۔

دادی فلزا سے وعدہ کر کے آئی تھیں کہ وہ سعدیہ کو ہادی کے رشتہ سے انکار کرنے پر آمادہ کر لیں گی۔

''دیکھو بہو، بیٹیاں تو دونوں تمہاری ہی ہیں پھر سوچو ذرا ایک بیٹی کے دل کی دنیا اجاڑ کر تم دوسری کو کس طرح آباد کرو گی۔''

''دوسری کا تو دماغ خراب ہے اس نے ہر بات کو معمول سمجھ رکھا ہے۔ جب چاہا رنگ و روپ کو بنیاد بنا کر انکار کر دیا اور جب چاہا اس کی محبت میں آہیں بھرنے لگی، اُسے سمجھائیں اماں اس طرح بچگانہ حرکتوں سے زندگی نہیں گزرتی بلاوجہ اپنی اور ہم سب کی زندگیاں خراب کر رہی ہے۔

اتنے دنوں کی بحث نے سعدیہ کے اعصاب کو شل کر دیا تھا وہ یہ سب ظہیر سے چھپ کر کر رہی تھیں۔ ابھی انہیں کسی بات کا علم نہ ہوا تھا ورنہ گھر میں وہ فساد ہوتا کہ الامکان وہ تو صاف صاف نرگس کو منع کر دیتے اور اس طرح شیزا کا نقصان ہوتا جو وہ نہ چاہتی تھیں۔ دوسری طرف شیزا تھی جو کئی دنوں سے گھر میں ہونے والی عجیب وغریب کہانی کو دیکھ اور سن ضرور رہی تھی مگر فی الحال خاموش تھی۔ جانتی تھی کہ اس کی ماں اس کی بہترین وکیل ہے۔

☆......☆......☆

فون کب سے بج رہا تھا، فلزا نے کمرے سے نکل کر دیکھا باہر کوئی بھی نہ تھا۔ اس سے قبل کہ وہ اسٹینڈ تک پہنچتی حلیمہ نے ریسور اٹھا لیا۔

السلام وعلیکم ہادی بھائی میں آپ کو ہی یاد کر رہی تھی۔

اس کی چہکتی آواز اس بات کی غمازی تھی کہ اس نے ابھی تک فلزا کو نہیں دیکھا۔

کس کا فون ہے؟ فلزا اس کے سر پر جا پہنچی۔

وہ جی ہادی بھائی کا...... اس نے فوراً ڈر کے مارے ریسور اُسے تھما دیا۔ السلام وعلیکم...... فون کان سے لگاتے ہی ہادی کی آواز سماعت کے ذریعے دل میں گھر کر گئی۔

وعلیکم السلام اتنے دنوں بعد تمہاری آواز سنی یقین نہیں آ رہا کہ تم ہی ہو وہ ایک دم ہی آپ سے تم پر آ گئی، ادب وآداب کے سارے مراحل اس نے منٹوں میں ہی طے کر لیے۔

شیزا کہاں ہے کب سے اُسے فون کر رہا ہوں سیل آف جا رہا ہے اس کا۔ ایسے جیسے ہادی نے اس کی بات سنی ہی نہ ہو۔

''پتا نہیں شاید کہیں باہر گئی ہے، وہ گھر کب ہوتی ہے فون آف کر دیا ہوگا تاکہ تم سے بات نہ کرنا پڑے۔ آپ پہلی بار موقع ملا تھا شیزا کے خلاف ہادی کا دل خراب کرنے کا اور وہ یہ موقع کھونا نہ چاہتی تھی جانے دوبارہ ملے یا نہ ملے۔

نہیں اس کے سیل کی بیٹری کچھ پرابلم کر رہی ہے چارج جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ پہلے ہی مرحلے پر وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو گئی۔

اللہ حافظ میں آنٹی کے سیل پر اس سے بات کر لیتا ہوں۔

اور ہاں ایک منٹ...... اس سے پہلے کہ وہ فون رکھتی ہادی کی آواز ایک بار پھر اس کے کان سے ٹکرائی۔

''جب تک آپ کو کسی کے بارے میں درست بات کا علم نہ ہو اسے آگے تک مت پہنچائیں اس طرح آپ کا اپنا امیج دوسروں کی نظر میں خراب ہوتا ہے۔

یہ کہہ کر بنا جواب دیے ہادی نے فون بند کر دیا وہ کیا کہنا چاہتا تھا فلزا سمجھ گئی، محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔ اپنے مطلب کا مہاورہ اُسے بر وقت یاد آ کر مزید شرمندگی سے بچا گیا۔

☆......☆......☆

ایک ماہ کیسے گزرا اُسے پتا بھی نہ چلا، لاکھ اُس کی کوشش کے باوجود بقر عید کا دن بھی آ گیا۔ اس پورے عرصے میں اس کے اور شیزا کے درمیان رسمی سی بات رہ گئی تھی۔ جو ہوتی تھی ورنہ ایک دوسرے کے لیے قطعی اجنبی بن گئیں۔ جس میں سارا قصور فلزا کا تھا، فلزا کی خاموشی سے مما نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے، مگر ایسا نہ تھا۔ فلزا جیسے لوگوں کو بہت مشکل سے کوئی بات سمجھ آتی ہے وہ بھی اس وقت جب تک وہ سمجھنا چاہیں، چاند رات تھی اور وہ صبح سے ہی بے چین تھی۔ ایک دن بعد نرگس آنٹی نے آ کر شیزا کو ہادی کے نام کی انگوٹھی پہنا دینی تھی اور وہ فریق کی طرح کھڑی تماشا دیکھتی رہ جاتی ایسا وہ نہ چاہتی تھی اپنی ہر کوشش میں ناکامی کے بعد اس کے پاس ایک ہی راستہ باقی بچا تھا وہ یہ کہ وہ شیزا سے بات کرے۔ جانتی تھی شیزا شروع ہی سے بے وقوف ہے ضرور بہن کے آنسو دیکھ کر پگھل جائے گی۔ یہ خیال دل میں آتے ہی وہ مطمئن ہو گئی اسے موقع کا انتظار تھا کیونکہ شیزا کو اپنا ہم نوا بنانا کچھ زیادہ مشکل نہ تھا۔ رات ابو بکرا منڈی چلے گئے تو وہ دونوں بہنیں خان چاچا کے ساتھ مہندی لگوانے قریبی بازار آ گئیں اور وہیں فلزا نے شیزا سے بات کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔

شیزا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

پارلر میں رش کے باعث وہ دونوں انتظار گاہ میں تھی۔ ''میرا خیال ہے ہادی کے علاوہ کوئی دوسری ضروری بات نہ ہو گی آپ کے پاس مجھ سے کرنے کے لیے ٹھیک کہہ رہی ہوں نا میں۔''

اس کا اندازہ بالکل درست تھا، فلزا نے شکر ادا کیا وہ تمہید باندھنے کے عمل سے بچ گئی۔

میرا خیال ہے تم سمجھ چکی ہو میں کیا کہنا چاہتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم مجھے مایوس نہ کرو گی۔ اس نے بے اختیار ہی شیزا کے ہاتھ تھام لیے۔

''ایک بات کہوں فلزا۔'' اس نے فلزا کے ہاتھوں میں تھما ہاتھ آہستہ سے چھڑوالیا۔ آپ کے ساتھ صرف ایک مسئلہ ہے وہ یہ کہ شروع سے ہی جو چیز میں نے اپنے لیے پسند کی آپ کو بھی وہ ہی پسند آئی اور میں آپ کی محبت میں اپنی ہر پسندیدہ چیز آپ کو دینے لگی اپنے پسندیدہ کپڑے، جوتے، جیولری سب کچھ، اس لیے نہیں کہ میں آپ سے ڈرتی ہوں بلکہ اس لیے کہ مجھے آپ سے محبت ہے اور اس محبت کی وجہ آپ کی خوبصورتی نہ تھی بلکہ وہ خونی رشتہ تھا جو میرے اور آپ کے درمیان تھا۔ آپ میری اکلوتی بہن تھیں آپ کے علاوہ میرے پاس اور کوئی رشتہ نہ تھا۔ میں نے ہمیشہ آپ کے حوالے سے مثبت انداز میں ہی سوچا جبکہ آپ کی سوچ میرے حوالے سے نفی میں ہی رہی۔'' وہ سانس لینے کے لیے رُکی۔ اُس کی باتیں فلزا کو حیران کر رہی تھیں اُسے اُمید نہ تھی کہ شیزا اس سے اس طرح بات کرے گی شاید ہادی کی محبت نے شیزا کو اعتماد بخش دیا تھا۔

مجھے میری محبت نے ہمیشہ 'دینا' سکھایا ہر وہ چیز جو آپ نے مجھ سے مانگی میں نے اپنی محبت میں آپ کو دے دی اور مجھے حیرت ہے آپ نے نفرت اور محبت دونوں میں صرف دوسروں سے لینا ہی سیکھا، دوسروں کی ہر وہ چیز جو انہیں پسند ہو آپ

چھین لینا چاہتی ہیں۔ میری نفرت میں آپ نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا اور اب ہادی کی محبت میں آپ اسے مجھ سے چھیننا چاہتی ہیں مگر فلزا ہادی کوئی بے جان چیز نہیں ہے جسے میں آپ کی محبت میں دان کر دوں۔ ہادی ایک جیتی جاگتی حقیقت ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور معاف کیجیے گا میں اپنا سب کچھ آپ کو دے سکتی ہوں مگر ہادی نہیں ہاں البتہ اگر پھر بھی آپ کی تسلی نہ ہو تو آپ ہادی کے سامنے اپنا دامن پھیلا کر دیکھیں شاید کچھ حاصل ہو جائے۔

شیزا کے الفاظ تھے یا انگارے، فلزا ایک دم شرمندہ ہو گئی، اس نے سوچا نہ تھا کہ شیزا کبھی اس سے اس طرح بات کرے گی۔ وہ تو ہمیشہ اس کی عزت کرتی آئی تھی۔ پھر آج کیا ہوا شاید سارا قصور اسی کا تھا اُس نے صرف اپنی انا اور ضد کی خاطر اپنی چھوٹی بہن کے ہاتھوں اپنی عزت بھی گنوا دی۔

اُسے افسوس ہوا کہ کاش وہ اپنی ماں کی بات مان کر اپنے جذبات صرف ان تک ہی رہنے دیتی تو آج اس طرح شرمندہ نہ ہوتی۔ ہادی صرف شیزا کا تھا یہ یقین اُس کے لہجہ میں بول رہا تھا فلزا ہار گئی تھی۔ اُس کے دل میں ہادی کی محبت یک طرفہ تھی اور یک طرف محبت کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اپنی آنکھوں میں آئے آنسو اس نے دل ہی میں اتار لیے۔

☆......☆......☆

سامنے صوفے پر وائٹ سوٹ میں بجی سنوری شیزا بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ فلزا نے ایک بھرپور نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی۔ جہاں محبت کا نور بکھرا ہوا تھا اس کے قریب بیٹھا شخص خوش و خرم ہادی، ایک مکمل کپل ان دونوں کے درمیان وہ کہیں نہ تھی۔ سب خوش تھے سوائے اس کے میں نے بلاوجہ محبت نامی روگ پال لیا۔

''مجھے حلیمہ کی بد دعا لگ گئی ہے جو میری زندگی سے خوشی رخصت ہو گئی۔'' دور کھڑی بجی سنوری حلیمہ کو دیکھتے ہی پہلا خیال اس کے دل میں یہ ہی آیا۔

''سچ ہے میں جتنا اس کے رنگ روپ سے نفرت کرتی رہی اتنا ہی مجھے ویسے ہی رنگ روپ والے مرد سے محبت ہو گئی۔ جس کے نزدیک میری خوبصورتی کی کوئی اہمیت نہ تھی مگر اس محبت میں ناکامی کا ایک فائدہ ضرور ہوا مجھے کم از کم اپنی اوقات ضرور یاد آ گئی۔ اور یہ احساس کہ خوبصورتی کا تعلق دل سے ہوتا ہے چہرے سے نہیں۔'' یہ سوچتے ہی وہ ہلکا سا مسکرا کر اپنی جگہ اٹھ کھڑی ہوئی تاکہ شیزا اور ہادی کے پاس جا کر انہیں مبارک باد دے سکے۔ اب اُس کے دل میں جو کچھ بھی تھا وہ اُسے دنیا سے چھپانا تھا اور نہ دنیا جیسے نہ دیتی محبت کا رنگ تو تاعمر جو وہ اپنے دل میں پال چکی تھی مگر اب یہ روگ دنیا کے سامنے تشہیر کر کے بدنام ہونے سے بہتر تھا جو کچھ اسے قبول کر کر کے زندگی گزاری جائے اور اسی سوچنے اُسے تھوڑا سا مطمئن کر دیا تھا اور وہ آہستہ آہستہ چلتی شیزا کے قریب آ گئی دور کھڑی سعدیہ نے دیکھا وہ بہت ہنس ہنس کر ان دونوں سے بات کر رہی تھی۔ اُسے اس طرح ہنستا دیکھ کر ایک اطمینان سا ان کے چہرے پر آ گیا۔

شکر ہے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا ورنہ بہت مشکل ہو جاتی۔ اپنے قریب بیٹھی اماں بی کے کان میں انہوں نے سرگوشی کی، جس کی تصدیق انہوں نے صرف سر ہلا کر کی کیونکہ وہ فلزا کو اچھی طرح جانتی تھیں وہ ان لوگوں میں سے تھی، جنہیں کبھی اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ وقت اور حالات کے ساتھ سمجھوتہ کر لیتے ہیں، اور یہ ہی ان کے لیے بہتر ہوتا ہے وہ سمجھ گئی تھیں کہ فلزا نے بھی سمجھوتہ کر لیا ہے۔

☆☆......☆☆